روزہ

صیام رمضان من الاسلام
رمضان کے روزے اسلام کی جز ہیں

زمانہ نبوت سے لیکر اس صدی تک جسمین ہم ہین تمام مسلمانون کا اسپر اتفاق رہا ہے کہ روزہ ماہ رمضان اسلام کا جز ہے جیسی نماز و زکوۃ و حج وغیرہ اور اچھا بھلا قوی توانا آدمی جو مرض و سفر مین مبتلا نہو روزہ رکھنے نر کھنے مین خود مختار نہین ہے۔ اور ابتداء سے آجتک مختلف فرقہ ہای اہل اسلام (سُنّی بدعتی✝ شیعہ۔ خارجی۔ معتزلی وغیرہ وغیرہ) سے کسینے اسمین اختلاف نہین کیا مگر عرصہ تقریبًا ایک سال سے نئی خیال کے لوگون نے (جو احکام دین اسلام کی ترمیم و چھانٹ کر رہے ہین جسکا نام تہذیب رکھتے ہین) اس روزہ مین یہہ ترمیم کی ہے کہ اسکو واجب مُخیّر (یعنی اختیاری فرض) بنا دیا اور فرما دیا ہے کہ صحیح و تندرست آدمی جو [illegible] مریض ہو [illegible] مسافر اگر [illegible] تکلیف پاوے گو وہ تکلیف حدِّ مرض تک نہ پہنچے اور کوئی بیماری پیدا کرے تو اسکو جایز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور اُسکے بدلے ایک مسکین کو روٹی کہلا دیا کرے اور اس ترمیم و تصرف پر اُنہون نے ایک دلیل نقلی (آیت مجمل و محتمل الوجوہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین) سے استدلال کیا ہے جسکی کئی معنی ہو سکتے ہین اور کسی ایک معنی پر کوئی دلیل قطعی قائم نہین ہے اور نہ اہل اسلام کا اسپر اتفاق ہے اور ایک دلیل عقلی سے استشہاد کیا ہے جسکی بناء انکے خیال مین انسانی نیچر پر ہے۔

ہم اس مضمون مین مسلمانون کے قدیمی و متوارث اعتقاد کی درستی و مضبوطی بیان کرنا چاہتے ہین اور اُن اہل تہذیب کی غلطی بتاتے ہین۔ بدون اسکے کہ کسی خاص شخص کو مخاطب کرین یا کسی کتاب و تالیف کو نشانہ بنائین چنانچہ اس بات کا ہم وعدہ

✝ یہہ الفاظ لوگون کے محاورہ عام پر بولے گئے ہین ادر ہم یہہ الفاظ کو کسیکی نسبت کہنی پسند نہین کرتے چنانچہ اس باب مین عنقریب ایک مضمون لکہین گے۔

[illegible] ہو کہ ہمارے مدعا کی تائید و قول مخالف کی تغلیط تین اصول پر موقوف ہے
[illegible] بیان مدعا بیان کیا جاتا ہے ۔ پس جو صاحب ہمارے مدعا اور قول مخالف
[illegible] یا کسی جانب کی تائید یا تزئیف کرنا چاہین وہ پہلے ان اصول مین نظر کر لین

[illegible] اول یقین ثابت شک عارض سے زایل نہین ہوتا ۔

تشریح

[illegible] یقین سے ثابت ہو چکا ہو ۔ وہ پیچھے کہ شک آجانے سے باطل نہین ہوتا

تمثیلات

[illegible] بیٹے یا بیوی کو جانتا ہے کہ وہ اُسکا بیٹا یا بیوی ہے ۔ پس تہوڑی دیر اُن سے
[illegible] ہونیکے بعد اُسکا یہ شک و احتمال کہ شاید وہ نہون اُسکے اصلی بیٹے یا بیوی کی ہم
[illegible] کسی اور کا بیٹا یا بیوی ہو اُسکے یقین سابق کو باطل نہین کر سکتا ۔
[illegible] نماز ظہر کے لئے وضو کیا تہا ۔ پہر عصر کے وقت اُسکو شک ہوا کہ شاید
[illegible]

[illegible] دلیل محتمل الوجوہ و المعانی مفید یقین نہین ہوتی اور کسی خاص معنی پر منجملہ
[illegible] بدون شہادت اور دلیل مستقل کے اِس سے استدلال صحیح نہین ۔

تشریح

[illegible] آیت یا حدیث یا کسی اور کلام بشر کے کئی معنی ہو سکین ۔ اِس سے کسی خاص معنے
کی مراد ہونیکا یقین حاصل نہین ہو سکتا ۔ اور اِس معنی کی مراد ہونے پر بدون شہادت
[illegible] کلام یا قرینہ کے صرف اُسی مشتبہ و محتمل کلام سے تمسک نہین کیا جا سکتا ۔

تمثیلات

[illegible] کے چار بیٹے ہیں ۔ اس نے کہا کہ ایک بیٹے کو مینے ایک ہزار روپیہ دیا ۔ اِس
[illegible] سے کوئی خاص بیٹا اپنے مراد ہونے پر استدلال نہین کر سکتا ✣

(۴) آیت (والمطلّقات یتربّصن بانفسھنّ ثلٰثة قروء) مین لفظ قرء سے حیض یا طُہر کے مراد ہونے پر صرف یہی لفظ قرء جو طہر وحیض دونون کے لئے عرب مین مُستعمل ہے دلیل نہین ہوسکتا۔ اسلئے حنفیہ اِس سے حیض مراد ہونے پر صیغہ کے جمع ہونے سے استدلال کرتے ہین چنانچہ اصول فقہ مین اسکی تفصیل ہے۔ اور شافعیہ واہلحدیث اِس سے طُہر مراد ہونے پر اُس حدیث سے استدلال کرتے ہین جسمین طہر مین طلاق دینے کا حکم دیا پھر اِس طہر کو عدّت کہا جسمین طلاق دینے کا حکم آیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے۔

اصل سوم مسلمانون کا صدر اول سے اتفاقی تعامل و توارث دلیل قطعی مفید یقین ہے

تشریح

جس امر کو اہل اسلام زمانہ نبوت سے لیکر آجتک بالاتفاق عمل مین لاتے ہین اور اسکو ہر[+] زمانہ کے لوگ بتوارث و تواتر نقل کرتے چلے آتے ہین وہ امر یقیناً ثابت ہے اور یہ اتفاقی تعامل و توارث اہل اسلام اسکے ثبوت پر قطعی دلیل ہے۔

تمثیلات

(۱) کعبہ جو مُلک عرب و شہر مکہ مین موجود ہے۔ اسکا وہ کعبہ ہونا جسکے حج کا قرآن مین حکم آیا ہے اور اُسکو بیت العتیق و قبلہ فرمایا گیا ہے) مسلمانون کی اتفاقی تعامل

+ ان قیود کو ناظرین و مناظرین غور سے ملاحظہ فرماوین۔ اِن مین نہ کسی خاص زمانہ متاخر کا اصطلاحی اجماع داخل ہوسکتا ہے (جسکی حجّت ہونے مین ظاہریہ وغیرہ کو کلام ہے) نہ رسوم و رواج ازمنہ متاخرہ جنکی سند صاحب شریعت تک نہین پہنچتی اور وہ بالاتفاق لائق حجت نہین ہین۔ اِنمین صرف وہی امور شامل و داخل ہوسکتے ہین جو آنحضرت کی قول و فعل سے ثابت ہین اور مسلمانون مین بتوارث یکے بعد دیگرے قرناً بعد قرنٍ متداول و معمول چلے آتے ہین جنکی حجت و سند ہونے مین آجتک کسی مسلمان کا اختلاف مسموع نہین ہوا۔

وتوارث سے ثابت ہے۔ اور یہہ اتفاق اسکے ثبوت پر قطعی دلیل ہے۔

(۳) نماز کے اتفاقی ارکان رکوع وسجود وقیام وغیرہ اور انکی صورتین اور اعداد رکعات فرائض وہیئت ارکان وشعائر حج اسی تعامل وتوارث اہل اسلام سے ثابت ہین اور یہی تعامل وتوارث انکی ثبوت پر دلیل قطعی ہے۔

یہہ اصول ثلثہ بداہت عقل وشریعت سے ثابت ہین و اہل اسلام مین مسلّم۔ اسلئے ہمنے انکی دلیل بیان نہین کی۔ صرف تمثیل پر قناعت کی ہے۔ اگر کوئی انکی حجیّت و ثبوت مین کلام کریگا تو عقل ونقل سے انکا ثبوت دیا جاویگا اور بازالۂ خفاءان اصول کی بداہت پر اسکو متنبہ کیا جاویگا۔

جب یہہ اصول بیان ہوچکے تو اب **اصل** مدعا کو بیان کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق۔

فرضیت صیام رمضان ہر مکلّف صاحب طاقت پر جو بیمار ومسافر نہو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آجتک باتفاق اہل اسلام ثابت ہے۔ اور اِس فرضیت پر نص قرآن اور [illegible] حضرت [illegible] وتعامل وتوارث کافہ اہل اسلام ہر عصر دلایل ہیں

یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم الاٰیہ۔
شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس وبیّنٰت من الھدی والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدّۃ من ایام اخر۔ بقرہ ۲۳۶

قرآن مجید مین ارشاد ہے۔ اے ایمان والو تمپر روزہ فرض کئے گئے ہین جیسے تمسے پہلون پر فرض کئے گئے تھے ٭ ٭ رمضان کا مہینا ہے جسمین قرآن اتارا گیا ہے جو لوگون کے لئے ہدایت ہے اور کھلی نشانیان راہ کی اور جھگڑے تے احکام۔ پس جو اسمین حاضر ہو وہ اسکا روزہ رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو وہ دوسرے دنون کو شمار کرے یعنی اتنے دن روزہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسیکو اسلام وارکان اسلام کی دعوت وتعلیم فرماتے

عن طلحة بن عبد اللّٰہ قال جاء رجل
الی رسول اللّٰہ من اهل نجد ثائر الرأس
تسمع دوی صوته ولا نفقه ما یقول
حتی دنا فاذا هو یسأل عن الاسلام
فقال رسول اللّٰہ خمس صلوات فی الیوم
واللیلة فقال هل علی غیرها قال لا
الا ان تطوع - قال رسول اللّٰہ وصیام
رمضان الحدیث (بخاری ص١٢ مسلم ص٣٠)

تو اسمیں صیام رمضان کو ذکر کرتے - ایک
اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
اسلام کا سوال کیا تو آپ نے اُسکے جواب میں
پانچ وقت نماز وصیام رمضان وزکوٰۃ کو
ذکر فرمایا

عن انس جاء رجل من اهل البادیة
(في روایة البخاری اسمه ضمام) فقال
یا محمد اتانا رسولك فزعم لنا ان علینا
صوم شهر رمضان فی سنتنا قال صدق
قال فبالذی ارسلك آللّٰہ امرك بهذا
قال نعم - صحیح مسلم ص٣١ صحیح بخاری ص١٥

ضمام بن ثعلبہ نے آنحضرت کے پاس
حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ کے فرستادہ
نے بیان کیا ہے کہ ہمپر رمضان کے
روزے فرض ہیں آنحضرت نے فرمایا
وہ سچ کہتا ہے پھر اُس نے عرض کیا کہ یہہ
خدا کا حکم ہے ؟ آنحضرت نے فرمایا ہاں -

عن ابن عباس ان وفد عبد القیس لما اتوا
النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم امرهم بالایمان
باللّٰہ وحده قال اتدرون ما الایمان
باللّٰہ وحده قالوا اللّٰہ ورسوله اعلم قال
شهادة ان لا اله الا اللّٰہ وان محمدا رسول اللّٰہ
واقام الصلوة وایتاء الزکوة وصیام رمضان
ثم قال رسول اللّٰہ احفظوهن واخبروهن من ورائکم (بخاری ص١١ مسلم ص٣٢)

قبیلہ عبد القیس کے وکیل آنحضرت
کے پاس آئے اور آپ نے ان کو
ایمان تلقین کیا تو اُس میں نماز و
روزہ وغیرہ ارکان اسلام کو ذکر
فرمایا اخیر میں یہہ ارشاد کیا ان باتوں کو
یاد رکھو اور اپنے پچھلوں کو ان کی خبر دو -

عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بارزا للناس فاتاہ رجل فقال یا رسول اللہ ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوۃ المکتوبۃ وتودی الزکوۃ وتصوم رمضان - قال رسول اللہ ھذا جبرئیل جاء لیعلم الناس دینھم - مسلم ص ۲۹ بخاری ص

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم امت کے لیئے آنحضرت سے اسلام کا سوال کیا تو انکے جواب مین بہی آنحضرت نے صیام رمضان کو منجملہ اسلام شمار کیا آخر مین یہہ فرمایا کہ یہہ سایل جبرئیل تہا لوگون کو دین سکہانے آیا تہا یہہ ہمنے چند احادیث کا خلاصہ مطلب نقل کیا ہی اور اس قسم کی اور بہت احادیث ہین جسکا احصاو شمار دشوار ہے

اور تعامل و توارث مسلمین محتاج نقل وبیان نہین ہے - سب کوئی جانتا ہے کہ اسلام کے ہر مذہب و طریق مین رمضان کے روزہ فرض ہین - اور کسی مذہب شیعہ - سنی معتزلی خارجی وغیرہ مین اچہے بہلے آدمی کو روزہ نہ کہنا اور اسکے بدلے فدیہ ایک مسکین کا کہانا دیدینا جائز [illegible] نہین ہے

یہہ دلائل آیات کتاب اللہ - واحادیث رسول اللہ - وتعامل امت محمدیہ قطعی ویقینی ہیں +

+ اگرچہ نصوص قرآن جو درباب صیام وارد ہین عمومات ہین اور عام قطعی الدلالۃ نہین ہوتا اور احادیث نبویہ جو اس باب مین منقول ہوئی ہین وہ اخبار احاد ہین اور اخبار احاد ہی ظنی ہوتی ہین ولیکن تعامل و توارث امت نے (جسکا قطعی ہونا اصل سوم مین بیان ہوا ہے) ان عمومات کو قطعی بنادیا اور یقینا بتادیا ہے کہ ان عمومات سے باستثنا مریض وغیرہ کے (جنکا مستثنیٰ ہونا صریح کتاب و سنت سے ثابت ہی) سبہی افراد مراد ہین اور احادیث مذکورہ اگرچہ بلحاظ خصوص طرق و الفاظ اخبار احاد ہین مگر بنظر معنی و قدر مشترک متواترہ ہین - یہی تعامل و توارث امت الخ تواتر معنوی پر دلیل ہے اس سے صاف ثابت ہی کہ یہہ ادلہ قطعی ہین اور فرضیت صیام پر قطعی ویقینی طور پر دلالت کرتی ہین یہی وجہ ہی کہ دین اسلام مین

طور پر صیام رمضان کا فرض ہونا ثابت کر رہے ہین اب اِس فرض قطعی سے اُن
جوان وتندرست لوگون کو (جو روزہ رکہنے مین مرض کے سوا تکلیف پاتے ہین) مخصوص
ومستثنی کرنا اور انکو یہہ فرض قطعی معاف کر کے یہہ اختیار دینا کہ وہ چاہین روزہ رکہین
چاہین اسکے فدیہ (بدلہ) مین ایک مسکین کو کہانا کہلا دیا کرین اسپر موقوف ہی کہ اِس
حکم قطعی سے اُن لوگون کے مخصوص ومستثنی ہونے پر ویسے ہی دلایل قایم ہون
جیسے اِس حکم کے ثبوت پر قطعی دلایل قایم وموجود ہین۔ اور جہانتک کتاب اللہ وسنت
وتعامل وتوارث امت مین تفحص وغور کیجاتی ہے ایسی کوئی دلیل جو اُن لوگون سے
اِس حکم کو معاف ورفع ومنسوخ کر دے پائی نہین جاتی۔ اِس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ
ان لوگون کو اِس حکم سے مخصوص ومستثنی کرنا اور روزہ رکہنے (فدیہ دینے مین خود مختار
بنانا جایز نہین ہے وہو المدّعا۔

اس دلیل کا پہلا مقدمہ (کہ ان لوگون کے مستثنی ہونے کے لیئے دلیل قطعی
کا موجود ہونا ضروری ہے [illegible] ہو چکا ہے کہ
امر قطعی کے مقابلہ وازالہ کے لئے امر قطعی بکار ہے اور یقین ثابت شک سے زایل
نہین ہو سکتا۔

دوسرا مقدمہ (کہ اُن لوگون کے مستثنی ہونے پر دلیل قطعی موجود نہین ہے)
یہہ ثبوت رکہتا ہے کہ سنت وتعامل امت مین تو ایسی دلیل کا نام ونشان پایا نہین جاتا
اور نہ کسی موافق یا مخالف کو اسکا دعوی ہے۔ کوئی نہین کہتا اور نہ کہسکتا ہے کہ آنحضرت
نے جوان تندرست لوگون کو روزہ نہ رکہنے اور اُسکے بدلے ایک مسکین آدمی کو روٹی
کہلا دینے کا حکمدیا اور اسپر آنحضرت کے زمانہ سے زمانہ صحابہ یا تابعین یا انکے بعد جبتک

[illegible] نماز روزہ وغیرہ احکام کو قطعی مانا جاتا ہے اور انکے منکر کو کافر کہا جاتا ہی باوجودیکہ نصوص
قرانیہ جوان احکام مین وارد ہین عمومات ہین اور احادیث نبویہ لفظاً احاد۔ ہر

سے قرنِ ثانیہ یا کسی مسلمان کا عمل رہا - اب رہی کتاب اللہ اسمین بہی کوئی ایسی بات قطعی الدلالۃ
واضح المراد پائی نہین جاتی جس سے صاف وصریح طور پر اُن لوگون کے لئے روزہ
نہ رکہنے اور اسکے بدلے فدیہ دینے کی اجازت نکلتی ہو ۔

دلیل نیچر جو اس حکم صیام کی ترمیم کے درپے ہین وہ اِس حکم سے جوان وتندرست
لوگون کے مخصوص ومستثنیٰ ہونے پر ایک دلیل نقلی آیت (وعلی الذین یطیقونہ
فدیۃ) پیش کرتے ہین دوسری دلیل عقلی ونیچری -

نقلی دلیل کے وہ یہہ تقریر کرتے ہین کہ اِس آیت مین جو لفظ یطیقون وارد ہے
اُسکے معنی (چنانچہ بعض علماء سے تفسیر کبیر مین منقول ہین) مشقت وتکلیف سے کام
کرنے کے ہین کیونکہ لفظ وسع وطاقت دو لفظ جداگانہ ہین - وسع اُس شخص کی نسبت
بولا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے پر بسہولت وآسانی قادر ہو - طاقت اس شخص کی
نسبت بولا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے پر تکلیف اوٹھا کر اور بمشکل قادر ہو - پس بلحاظ
لفظ یطیقون آیت کے معنی یہہ ہوے کہ جو لوگ سختی وتکلیف اوٹھا کر روزہ رکہنے کی طاقت
رکہتے ہین اُنکو اجازت ہے کہ روزہ کے بدلے فدیہ دیدین اور قرأت شاذہ یطوقونہ وغیرہ
جنکے معنی یکلفونہ کے ہین نیز اسی معنی کے موید ہین -

عقلی دلیل اُن حضرات کا خلاصہ یہہ ہے کہ تمام انسان بڈہے ہون خواہ جوان باعتبار
خلقت اور موسم اور ملک کے مختلف ہوتے ہین بہت جوان روزہ رکہنے مین
تکلیف پاتے ہین - بعض بڈہے روزہ کی تکلیف کو کچہہ بہی نہین سمجہتے - پہر وہی
لوگ جو ایک موسم مین روزہ رکہنے مین تکلیف نہین پاتے دوسرے موسم مین
نہایت تکلیف اُٹہاتے ہین ایک ملک کے لوگ جبکہ دن معتدل مقدار ہوتا ہے
آسانی سے روزہ رکہہ سکتے ہین اور جب دن بڑا ہوتا ہے روزہ مین نہایت تکلیف
اٹہاتے ہین بلکہ بعض ملکون مین کبہی اتنا بڑا دن ہوتا ہے کہ اُسمین روزہ رکھنا طاقت

انسانی سے خارج ہے جیسے عرض تسعین جسمین چھ مہینے کا دن ہوتا ہے اور عرض ستین جہان بعض ایّام مین دن ڈوبتے ہی آفتاب نکل آتا ہے۔ پس بلحاظ ان حالات واختلافات کے ہر شخص کو ہر ملک وہر موسم مین روزہ رکھنے کا حکم دینا نامناسب ونیچر انسانی کے مخالف ہے اسلئے ضرور ہوا کہ آیت کے وہ معنی کئے جاوین جو نیچر انسانی کے مطابق ہین کہ جو لوگ روزہ رکھنے مین تکلیف اُٹھاوین وہ روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرین ۔

مگر ہمارے خیال مین یہہ دونون دلیلین انکی ناتمام وناقابل استدلال ہین قطعی ہونا توکہان ۔

نقلی دلیل اِسلئے ناتمام وناقابل استدلال ہے کہ وہ کئی معنون اور وجوہات کا احتمال رکھتی ہے اور اصل دوم مین بیان ہوچکا ہے کہ جو دلیل کئی معنی کا احتمال رکھے وہ لائق استدلال نہین ہوتی ۔

وہ احتمالات معانی و وجوہات بتفصیل ذیل ہین

(۱) لفظ یطیقونہ کے لفظی معنے دو طرح کے ہوسکتے ہین ایک وہ جو آپنے بیان کئے ہین کہ "جو لوگ بتکلیف وسختی روزہ رکھین" جو طاقت کو مغایۂ وسعت قرار دینے پر موقوف ہین ۔

دوسرے یہہ کہ جو لوگ بلا تکلیف روزہ رکھہ سکین جو طاقت کو بمعنی وسعت قرار دیکر کئے جاتے ہین اور جمہور علما وحضرت سلمہ بن الاکوع وحضرت ابن عمر وغیرہ آیت کے یہی معنے سمجھکر اِس آیت کو منسوخ بتاتے ہین صحیح بخاری وغیرہ مین حضرت سلمہ

عن سلمة بن الاکوع قال لما نزلت وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين كان من اراد ان يفطر ويفتدی حتی	بن اکوع سے مروی ہے کہ جب آیت وعلی الذین یطیقونہ نازل ہوئی تو جو کوئی چاہتا افطار کرتا اور فدیہ دیتا یہانتک کہ وہ آیت

انسانی سے خارج ہے جیسے عرض تسعین جسمین چھہ مہینے کا دن ہوتا ہی اور عرض ستین جہان بعض ایّام مین دن ڈوبتے ہی آفتاب نکل آتا ہے - پس بلحاظ ان حالات واختلافات کے ہر شخص کو ہر ملک و ہر موسم مین روزہ رکہنے کا حکم دینا نامناسب و نیچر انسانی کے مخالف ہی اسلئے ضرور ہوا کہ آیت کے وہ معنی کئے جاوین جو نیچر انسانی کے مطابق ہین کہ جو لوگ روزہ رکہنے مین تکلیف اُٹھاوین وہ روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلادیا کرین -

مگر ہمارے خیال مین یہہ دونون دلیلین انکی ناتمام و ناقابل استدلال ہین قطعی ہونا توکہان -

نقلی دلیل اِسلئے ناتمام و ناقابل استدلال ہے کہ وہ کئی معنون اور وجوہات کا احتمال رکہتی ہے اور اصل دوم مین بیان ہو چکا ہے کہ جو دلیل کئی معنی کا احتمال رکہے وہ لائق استدلال نہین ہوتی -

وہ احتمالات معانی و وجوہات بتفصیل ذیل ہین -

(۱) لفظ یطیقونہ کے لفظی معنے **دو طرح** کے ہوسکتے ہین **ایک** وہ جو آپنے بیان کئے ہین کہ "جو لوگ بتکلیف و سختی روزہ رکہین" جو طاقت کو مغایرہ وسعت قرار دینے پر موقوف ہین -

دوسرے یہہ کہ جو لوگ بلا تکلیف روزہ رکہہ سکین جو طاقت کو بمعنی وسعت قرار دیکر کئے جاتے ہین اور جمہور علما و حضرت سلمہ بن الاکوع و حضرت ابن عمر وغیرہ آیت کے یہی معنے سمجہکر اِس آیت کو منسوخ بتاتے ہین صحیح **بخاری** وغیرہ مین حضرت سلمہ

عن سلمة بن الاکوع قال لما نزلت. وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کان من اراد ان یفطر و یفتدی حتی	بن اکوع سے مروی ہے کہ جب آیت وعلی الذین یطیقونہ نازل ہوئی تو جو کوئی چاہتا افطار کرتا اور فدیہ دیتا یہانتک کہ وہ آیت

تفاسیر مین قول حضرت عمرؓ و حضرت سلمہؓ و جمہور علماء منقول ہے جسمین صاف ادعا ہے کہ اس آیت مین ہر کسیکو بلا قید مشقت و تکلیف روزہ نہ رکھنے کا اختیار دیا گیا تھا جو پیچھے کو بحکم آیت فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ منسوخ ہوا۔ پس جبتک اہل نیچر اور حضرت ابن عمر وغیرہ مین کسی اور دلیل کے شہادت سے یہہ فیصلہ نہو لے کہ آیت کے معنے وہی مراد ہین جو اہل نیچر بیان کرتے ہین نہ وہ معنے جو حضرت ابن عمر وغیرہ کہتے ہین اہل نیچر کا استدلال اس سے صحیح نہین ہے۔

اہل نیچر نے جو اپنے تجویزی معنے کی تائید مین قول بعض علماء بحوالہ تفسیر کبیر پیش کیا ہے وہ اس فیصلہ کے لئے دلیل ہونے کی لائق نہین ہے۔ کیونکہ وہ صرف بعض علماء کا قول ہے اور عامہ اہل لغۃ و محاورات عرب کے مخالف ہے۔ اسی تفسیر مین (جسپر اہل نیچر کا اعتماد ہے) کہا ہے کہ وسع مین دو قول ہین ایک یہ کہ وہ عین طاقت ہے دوسرا یہہ کہ وہ طاقت سے [illegible] ہے [illegible] اور یہی قول معتزلہ وغیرہ کا ہے۔ ایسا ہی تفسیر فتح البیان مین کہا ہے اور اسمین یہ بھی کہا ہے کہ قول اول اہل لغۃ کی تفسیر ہے۔

وفی الوسع قولان احدهما انه الطاقة والثانی انه دون الطاقة وهو قول المعتزلة [illegible] والضحاك (تفسیر کبیر ص ۵۷ جلد ۲) وفی فتح البیان الاول انه الطاقة کما فسره به اهل اللغة

قاموس مین لفظ وسع کے بیان مین کہا ہے کہ یہہ کہنا کہ ہمکو وسعت نہین ہے یہی کہنا ہے کہ ہمکو طاقت نہین ہے اور لفظ طوق کے بیان مین کہا ہے کہ طوق عین طاقت ہے۔ مجمع البحار مین مادہ وسع مین وسع کو بمعنی طاقت قرار دیا ہے اور بذیل مادہ طوق طاقت کو بمعنی وسعت بلا ضرر و مشقت تفسیر کیا ہے۔

وما اسع ذلك ای ما اطيقه والطوق الوسع والطاقة (قاموس ملخصاً) والوسع والسعة الجدة والطاقة خذوا من الاعمال ما تطيقون ای تطيقون الدوام عليه بلا مشقة ولا ضرر (مجمع البحار ص ۳ ج ۲ و ص ۳۳۰ جلد ۳)

اور قرآن و حدیث مین جو محاورہ عرب عربا کا مخزن ہے بہت جگہ وسعت بمعنی طاقت ہے اور طاقت بمعنی وسعت بولنے مین آئے ہین سورہ بقرہ و اعراف و مومنین مین جو آیت لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا مین لفظ وسع واقع ہوا ہے اسکی تفسیر مفسرین نے وسعت سے کی ہے اور کہین لفظ طاقت کے ساتھہ لفظ وسعت بہی ملا دیا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ الفاظ ایک دوسرے کے معنی مین بولے جاتے ہین۔

(دیکہو بیضاوی صـ۱۳۳ـ الم صـ۲۲ـ وغیرہ)

ایساہی جو سورہ بقر کے اخیر مین لفظ طاقت وارد ہوا ہے اس کی مفسرین نے استطاعت سے تفسیر کی ہے جو وسعت کے معنی مین ہے

(دیکہو تفسیر فتح البیان صـ۳۵ـ ج او تفسیر کبیر صـ۶۷۹ـ جلد ۲)

ایک حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے تم وہ عمل لازم پکڑو جسکی طاقت رکہو اسلئے کہ خدا تعالے ثواب دینے سے نہین رکتا یہانتک کہ تم تہک کر عمل کرو یعنی تہک کر عمل کروگے تو ثواب پاؤگے

عن عایشۃ قالت قال رسول اللہ علیکم بما تطیقون من العمل فان اللہ لایمل حتی تملوا (بخاری صـ۱۵۲ـ)

اس حدیث مین طاقت [illegible] وسعت [illegible] طاقت [illegible] تکلیف [illegible] اسی [illegible] ہے تو اس حدیث مین منع کیا اور صاف فرمایا ہے کہ تہک کر عمل کروگے تو ثواب نہ پاؤگے ایساہی اوس حدیث (امرھم من الاعمال بما یطیقون یعنے آنحضرت لوگون کو اون اعمال کا حکم دیتے جنکی وہ طاقت رکہتے) مین طاقت سے وسعت مراد ہے جسکی نقل و تفسیر عبارت مجمع البحار مین گزر چکی ہے۔ اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت نے عبد اللہ بن عمرو رضی عنہ کو جو ہمیشہ روزہ رکہتے تہے) فرمایا۔ ہر مہینے مین تین دن روزہ رکہہ انہون نے عرض کیا مین اس سے زیادہ طاقت رکہتا ہون پہر آپنے دو دن افطار اور ایکدن روزہ رکہنے کا حکم دیا اوسکے جواب مین بہی انہون نے یہی عرض کیا اسی قسم کے اور سوال

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلعم صم من الشہر ثلثۃ ایام قلت انی اطیق اکثر من ذلک قال فصم یوما وافطر یومین قلت انی اطیق افضل من ذلک قال فصم یوما وافطر یوما وقال انی اطیق افضل من ذلک فقال النبی صلعم

23

جواب ہوئے اس حدیث مین بہی طاقت سے | لا افضل من ذلك (بخاری ص۲۶۵)

وسعت مراد ہے اگر اونکی مراد یہہ ہوتی کہ مین تکلیف سے روزہ رکہہ سکتا ہون تو آپ اونکو پہلے ہی سوال پر روک دیتے اور وہ دوسری او تیسری دفعہ عرض نکرنے پاتے چنانچہ اور لوگ جو آنحضرت کے وقت مین تکلیف سے عبادت کرتے | دیکہو قصہ نماز حضرت زینب بخاری مین ص۱۵۴

تہے اس سے رد کی گئی۔

یہہ قرآن وحدیث کے محاورات اور اہل لغت کی تصریحات صاف ناطق ہین کہ طاقت بمعنی وسعت وسہولت زبان عرب مین مستعمل ہے۔ پہر اس آیت مین صرف شہادت قول بعض علما یطیقونہ کے معنی تکلیف ومشقت سے طاقت رکہنے کے کیونکر متعین ہوسکتے ہین۔

اور جو اہل نیچر نے اپنی تجویزی معنی کی تائید مین قرآءت شاذہ یطوقونہ وغیرہ سے استشہاد کیا ہے وہ بہی انکی تائید سے قاصر ہے کیونکہ یطوقونہ وغیرہ شاذ قرأتین بہی یطیقونہ (قرات مشہورہ) کیطرح دو معنی کا احتمال رکہتی ہین ایک وہ معنی جو اہل نیچر نے (اکثر بیہودہ بنت کرکے) اختیار کئے ہین دوسرے یہہ معنی کہ جو لوگ روزہ کا حکم دئے گئے ہین اور طوق روزہ بطور قلادہ اونکے گلے مین ڈالا گیا ہے۔ اس تقدیر پر لفظ یطوقونہ طوق بمعنی قلادہ سے مشتق ہوتا ہے چنانچہ تفسیر بیضاوی اور اوسکے حواشی مین تفصیل بیان کیا ہے۔ پس جبتک یہہ لوگ قرأت شاذہ کی معنی کا بہی فیصلہ نکرلین اور کسی دوسری دلیل سے ثابت نکردین کہ جو معنی ان قراتون کے انہون نے اختیار کئے ہین وہی معنی متعین ومراد ہین تب تک ان قرات سے اونکا استشہاد کب جائز ہے۔

حاصل وجہ آیۂ متمسکہ اہل نیچر (مشہور قرات یطیقونہ لین خواہ شاذہ قرات یطوقونہ وغیرہ اختیار کرین) اپنے لفظی معنی کی رو سے دو احتمال کی محتمل ہے اسلئے بحکم اصل دوم اس سے انکار استدلال نا تمام

† وقوله یطوقونہ ای یکلفونہ او یقلدونہ من الطوق بمعنی الطاقۃ او القلادۃ ۔۔ وعلی ہذہ القرأت یحتمل معنی ثانیا وہو الرخصۃ لمن یتعبہ الصوم ویجہدہ وہم الشیوخ الفانی والعبارۃ فی الافطار والفدیۃ (بیضاوی) وفی حاشیۃ للعصام قولہ ویقلدونہ ای یجعل الصوم کالقلادۃ فی اعناقہم ویقال لہم صوموا فانہ لافادۃ الوجوب لازم لہم کالقلادۃ ۔۔

(۲) اگر ہم فرض کر لین اور یہہ مان لین کہ اس آیۃ مین ایک ہی معنی (تجویزی اہل نیچر تکلیف سہے
کام کرنیکے) مراد ہین تو بہی یہ آیۃ مجمل اور کئی وجوہ کی محتمل ہے کیونکہ تکلف جو اس آیۃ کی
لفظ یطیقونہ کے معنی مین اخذ کی گئی ہے وہ محدود و متعین نہین ہے کہ وہ کس درجہ تک مراد ہے
آیا ایسی تکلیف جو شیخ فانی (نہایت بڈہے آدمی) یا نا امید مریض کو ہوا کرتی ہے کہ سخت ضعف
وغشی ہو جاوے اور دم نکلنے لگے یا مرض بڑہجاوے یا ایسی تکلیف جو اکثر نوجوان نازپروردہ
لوگون کو ہوتی ہے کہ کسیقدر خلاف عادت پیاس لگ جائے یا جبین نازنین پر پسینہ آئے عطـ یا
یا ان دونو درجہ کے مابین کسی اور درجہ کی (جو بیشمار نکل سکتے ہین) تکلیف مراد ہے لہذا احتمال
ہے کہ اس آیۃ مین درجہ اول کی تکلیف مراد ہو چنانچہ حضرت ابن عباسؓ وحضرت انسؓ و
سعید بن جبیر وغیرہ اکابر نے کہا ہے وبناء علیہ آیہ کو محکم غیر منسوخ بتایا ہے چنانچہ تفسیر معالم وکبیر
وفتح البیان وغیرہ مین موجود ہے اور اصل عبارات† معالم وفتح البیان حاشیہ مین نقل کردی
گئی ہین اور احتمال عطـ ہے کہ درجہ اخیر کی تکلیف مراد ہو چنانچہ اہل نیچر کا عمل واعتقاد اسپر گواہی
دیتا ہے اور یہہ بہی احتمال عطـ ہے کہ ان دو درجہ کے مابین کسی اور درجہ کی تکلیف مراد ہو - پس
جبتک اس تکلیف کی کوئی حد مقرر نہیجاوے اور اہل نیچر اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ مین
کسی دوسری دلیل سے تصفیہ و فیصلہ نہولے کہ اس سے مراد اس درجہ کی تکلیف ہے جو
اہل نیچر سمجہتے ہین نہ اوس درجہ کی تکلیف جو حضرت ابن عباسؓ وغیرہ محدود و مقرر کر گئے ہین

† وقرء ابن عباس وعلی الذین یطوقونہ بضم الیاء وفتح الطاء وتخفیفہا وفتح الواو وتشدیدہا ای یکلفون
الصوم تاویلہ علی الشیخ الکبیر والمراۃ الکبیرۃ لا یستطیعان الصوم والمریض الذی لا یرجی زوال مرضہ فہم یکلفون
ولا یطیقونہ فلہم ان یفطروا ویطعموا مکان کل یوم مسکینا وہو قول سعید بن جبیر وجعل الآیۃ محکمۃ
وروی عن بعض اہل العلم انہا لم تنسخ وانہا رخصۃ للشیوخ والعجائز - (معالم ضـ)
وروی ان انس بن مالک ضعف عن الصوم عاما قبل موتہ فصنع جفنۃ من ثرید
ودعا ستین مسکینا فاطعمہم - وعن ابن عباس رض بسند صحیح انہ قال لام ولد لہ حامل
او مرضع انت بمنزلۃ الذین یطیقونہ الصوم علیک الطعام لا قضاء علیک -
وعن ابن عمر رض ان احدی بناتہ ارسلت تسالہ عن صوم رمضان وہی حامل قال تفطر وتطعم
کل یوم مسکینا وقد روی ہذا عن جماعۃ من التابعین (فتح البیان ضـ ج ۱ -)

تب تک اہل نیچر کا استدلال اس آیہ مجمل و محتمل سے جائز نہین ہے

حضرت ابن عباسؓ کی مقرری حد پر تو تعامل و توارث امت دلیل ہو سکتا ہے جس سے اس آیہ کا اجمال و تعدد احتمال رفع ہو سکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس تکلیف سے وہی تکلیف مراد ہے جو امثال شیخ فانی و مریض ناامید کو ہوا کرتی ہے کیونکہ اگر اس درجہ سے اتر کر کسی اوسط درجہ کی تکلیف یا اخیر درجہ کی تکلیف جو اکثر نوجوان ناز پروردہ لوگون کو ہوا کرتی ہے مراد ہوتی تو زمانہ رسالت سے لیکر اس آخری زمانہ (تیرہوین صدی) تک کسیکے خیال مین آتی اور اوسکے موافق امت محمدیہ مین تعمیل جاری رہتی۔ زمانہ رحلت حضرت رسالت سے آجتک کسی فرقہ اسلامی کے کسی نوجوان تندرست کے لئے ادنی تکلف کے سبب سے روزہ کی معافی ہوجاتی۔

اور اہل نیچر کی خیالی حد نا محدود پر اسوقت تک کوئی دلیل قائم نہین ہوئی جب یہ کوئی ایسی دلیل جو قوت و دلالت مین دلیل تحدید حضرت ابن عباسؓ سے بڑھکر ہو اپنی خیالی تحدید پر قائم کرینگے اسوقت اس آیت سے استدلال انکا ایسے ضعف و مجازی ہے کہ بالکل اس آیہ سے انکا استدلال محض خیال و سودائے محال ہے۔

(۳) ہمنے یہ بہی مانا اور فرض کیا کہ تکلیف کی وہی حد نا محدود ہے جو اہل نیچر نے سمجھی ہے اور معنی و حقیقت لفظ یطیقونہ مین اجمال و تعدد احتمال نہین ہے مگر پہر بہی اس آیہ سے اجمال و تعدد احتمال رفع نہین ہو سکتا یہ اجمال و تعدد احتمال لفظ و معنی یطیقون مین نہ سہی اسکی مفعول ضمیر منصوب مین موجود و قایم ہے جسکے سبب یہ آیہ باوجود تسلیم تعیین معنی یطیقون تجویزی

اختلف السلف فی قولہ تعالی وعلی الذین یطیقونہ علی قولین احدہما انہ کان رخصۃ فی اول الاسلام ان من شاء صام ومن شاء افطر وتصدق ثم نسخ وثانیہما ان المعنی وعلی الذین لا یطیقونہ او وعلی الذین یطیقونہ فی حال قوتہم ثم عجزوا

اسمین ایک احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر مفعول فدیہ کی طرف پہرتی ہو اور آیۃ کے معنی یہ ہون کہ جسکو فدیہ دینی کی طاقت ہو انپر عید کے دن صدقہ

عن الصوم والمراد هو الشيخ الفاني وعندي وجه ثالث
هو ان المعنى ويجب طعام مسكين على الذين يطيقونه
يوم الفطر فاضمر قبل الذكر لانه مقدم رتبة كما في
دراه زيد وضرب غلامه عمرو وذكر الضمير ميلا
الى المعنى لان الفدية انما هي الطعام كما
قال الله تعالى وان لكم في الانعام لعبرة
نسقيكم مما في بطونه - مصنف

فوجوب الفطرة مذهب جميع اهل العلم
واستنبطت من كلام القاسم و
سعيد بن جبير على ما سياتي † وجها
رابعا وهو ان المعنى وعلى الذين
يطيقون القضاء في ايام اخر ولم يقضوا
فدية طعام مسكين والايام الاخر
المراد بها ما بعد رمضان الفائت
الى رمضان اخر لانه ان اريد بها
عدم القضاء مطلقا لم يثبت ذلك
الا بعد موته وبعد الموت لا يكون

دینا واجب ہے - اس پر اگر کوئی اعتراض
کرے کہ فدیہ مونث ہے اور یہہ ضمیر مذکر
ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ فدیہ حقیقت
اور اصل مین طعام ہے اور وہ مذکر ہے
نہ مونث پس یہ تذکیر ضمیر بلحاظ معنی ہے
نہ بلحاظ لفظ جیسے آیہ وان لکم فی
الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ
مین ضمیر بطونہ کو جو سورہ نحل مین بتذکیر وارد
ہے سورہ مومنین مین بلحاظ معنی ‡ مونث
کر دیا ہے اور اگر کوئی یہہ اعتراض کرے
کہ اس ضمیر سے پہلے یہان فدیہ کا ذکر
نہین ہے اور قبل ذکر مرجع ضمیر کا لانا منع
ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ فدیہ لفظاً
ضمیر سے پہلے مقدم ومذکور نہین ہے مگر
رتبۃً مقدم ومذکور ہے جیسے ضرب غلامہ
عمرو مین عمرو رتبۃً مقدم ومذکور ہے۔
دوسرا احتمال یہہ ہے کہ یہہ ضمیر قضا کیطرف

† هو ما روى مالك (في باب اذا لم يقض حتى دخل رمضان الآخر وقضى من موطا) عن عبد الرحمن
بن القاسم عن ابيه انه كان يقول من كان عليه قضاء رمضان فلم يقضه وهو قوي على صيامه
حتى جاءه رمضان فانه يطعم كل يوم مسكينا مدا من حنطة وعليه مع ذلك القضاء قال مالك انه بلغه عن سعيد بن جبير مثله

‡ وانما ذكر الضمير ووحده ههنا اي في النحل للفظ وانثه في سورة المؤمنين للمعنى فان الانعام اسم جمع ولذلك
عده سيبويه في المفردات المبنية على فعال (بيضاوي ص ۴۲۶ جلد ۱)

25

محلاً لوجوب شیء فلا یکون للآیۃ معنے واستنبطت من حدیث من مات وعلیہ صیام فلیطعم عنہ مکان کل یوم مسکینا وجہا خامسا وھو ان المعنی وعلی الذین یطیقون القضاء ولا یقضون حتی یموتوا اطعام مسکین بکل صوم مدومعنی علی الذین انہ یجب علی الولی ان یخرج من ترکۃ المیت بسبب شغل ذمۃ المیت بالصوم وھذہ وجوہ صحیحۃ۔ وقد ذھب الی کل واحد منھا السلف۔ والظاھر انھم اخذوا من محتملات الآیۃ (مسوی)

راجع ہے جسکا آیہ فعدۃ من ایام اخر مین حکم ہے اور اس آیہ کے معنی یہہ ہین کہ جو لوگ دوسرے دنونمین مرض وسفر کے روزے قضا کر سکتے ہین پہر وہ رمضان آیندہ تک قضا نکرین تو اونپر قضا کے ساتہہ فدیہ بہی واجب ہے تیسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر اسی قضا کیطرف راجع ہو اور معنی آیہ کے یہہ ہون کہ جو لوگ قضاءِ روزہ سفر و مرض کی طاقت رکہتے ہون پہر وہ قضا نکرین اور فوت ہوجاوین تو اُنکے مال سے ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کا کہانا نکالنا واجب ہے۔ یہہ احتمالات ثلٰثہ احتمال مفید مطلب اہل نیچر [illegible] صوم کیطرف ضمیر راجع ہونے کے مقابلہ مین قائم ہین اور یہہ آیہ ان سارے احتمالات کی محتمل ہے اور ہر ایک احتمال کا کوئی نہ کوئی سلف کا قایل ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے احتمالات ثلٰثہ کو مع دو احتمال اول معنے یطیقون کے شروح موطا مسوی و مصفی مین بتفصیل بیان کیا ہے پس جبتک اہل نیچر ان احتمالات ثلٰثہ کو نہ اوٹہالین اور کسی دوسری دلیل سے ثابت نکردین کہ اس ضمیر مفعول کا صوم کیطرف راجع ہونا متعین و متحتم ہے نب تک اونکا استدلال اس آیہ کثیرۃ الاحتمال سے کب جائز ہے۔

خلاصہ جواب دلیل نقلی اہل نیچر کا یہہ ہے کہ اس آیہ مین معنی تجویزی اہل نیچر کے

مخالف پانچ احتمال ہین دو احتمال معنی وحقیقت لفظ یطیقون مین اور تین احتمال اسکے مفعول ضمیر منصوب مین - پس جبتک اہل نیچر ان پانچون احتمالات کو نہ اوٹھالین اور اپنے خیالی معنی کا متعین و مراد ہونا اس آیہ کے سوا اور دلائل سے ثابت نکرین انکا استدلال اس آیہ کثیرۃ الاحتمال و پر از ابہام واجمال سے بحکم اصل دوم جائز نہین ہے -

اور اونکی دلیل عقلی سراسر مغالطہ ودہوکہ پر مبنی ہے - خدا تعالے نے جو مختلف دیار و امصار و مواسم کے تندرست ومقیم لوگون کو علی الاطلاق روزہ رکہنے کا قرآن مین حکم دیا ہے اور اوسکے برخلاف روزہ نہ رکہنے اور فدیہ دیدینے کا صریح وصاف طور پر اختیار نہین دیا اسمین نیچر انسانی کا کچہہ خلاف نہین کیا اور نہ لحاظ ایام ومواسم کو فروگزاشت کیا ہے بلکہ اس حکم مین مختلف طبایع مکلفین مختلف ازمنہ وامکنہ کا لحاظ کرلیا ہے جسکا اظہار وبیان ان دو آیتون مین کردیا ہے ایک یہہ آیہ جسمین عموماً اعمال مکلفین کا استطاعت پر موقوف ہونا بتلایا اور صاف فرمایا ہے کہ خدا تعالے کسی فرد بشر کو ٹہنڈا ہو خواہ جوان عرب کے ریگستان کا ہو خواہ شمالی [illegible] کا یا کسی اور کوہستان کا [illegible] مین خواہ [illegible] مین کسی عمل وحکم کے بجالانیکے تکلیف نہین دیتا

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا سورۃ بقر رکوع ۴۰

مگر اسقدر کہ وہ طاقت رکہے جسمین عام طور پر فرمادیا ہے کہ اگر کسی جوان ناتوان کو کسی خاص زمان ومکان مین روزہ رکہنے کی طاقت نہو تو اسپر اسی زمان ومکان مین روزہ رکہنا واجب نہین - پر اسمین یہہ بیان نہ تہا کہ طاقت نہونیکی کیا حد ہے اور روزہ نہ رکہنے کے بدلے کیا کرے ان باتون کو دوسری آیتین کہولکر بتادیا اور یہہ فرمادیا کہ طاقت نہونیکی حد یہہ ہے کہ مریض ہوجاوے اور روزہ کے بدلہ مین صحت واعتدال کی زمان ومکان مین روزہ رکہلے - وہ دوسری آیہ یہہ ہے کہ جو تم مین سے مریض یا مسافر ہو تو وہ فوت شدہ روزونکے بدلے دوسرے دنونمین روزے رکہلے - خدا تعالے تمہارے حق مین آسانی چاہتا ہے تنگی نہین

فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر - یرید اللہ بکم الیسر

يريد بكم اليسر - بقيه ۲۳ -	چاہتا جسمین خاص طور پر روزہ کا حکم فرمایا ہے

کہ جو شخص جوان ہو یا بڈہا گرم ملک مین ہو یا سرد مین عرض ستین مین ہو خواہ بفرض محال عرض تسعین مین روزہ رکہنے مین کسی مرض مین مبتلا نہو وہ اس حکم معافی روزہ مین مشمول نہین ہو سکتا اور جو روزہ رکہنے سے مریض ہو جاوے وہ روزہ رکہنے سے معافی سمجھے پہر اوسکے بدلے دوسرے وقت و مکان مین جب روزہ کی طاقت پاوے روزہ رکہہ لے۔ اور جو کوئی وقت و مکان صحت و توانائی کا نپاوے ہمیشہ عرض تسعین یا آتشین پہاڑون مین اوسپر رمضان آوے وہ بحکم آیہ اولی اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے حکم صیام سے مرفوع القلم سمجھے۔

اب اہل نیچر غور کرین اور انصاف سے کہین کہ اس تشریح کے ہوتے روزہ کو علی الاطلاق واجب کرنے اور اچہے بہلے مقیم نوجوان و توانا آدمی کو روزہ نرکہنے اور اوسکے بدلے فدیہ دینے کا اختیار نہ دینے مین نیچر انسانی کا خلاف کہان لازم آتا ہے۔ **جو لوگ** آپ لوگون کی زعم مین عرض تسعین مین رہتے ہین یا نہایت نازک مزاج ہو کر کلکتہ کی گرمی مین آباد ہین اگر وہ روزہ رکہنے سے کسی مرض مین [illegible] ہو جاوینگے تو [illegible] رکہنے مین کیا عذر ہے اور اگر وہ لوگ روزہ کی سختی سے کسی مرض مین مبتلا ہو جاتے یا ہو جانیکا اندیشہ رکہتے ہین انپر خدا تعالے روزہ رکہنے کو کب واجب فرماتا ہے پس اس حکم صیام مین مخالف نیچر تجویز کرنا و بناءً علیہ اچہے بہلے جوانون کے لئے حکم فدیہ تراش دینا کب مناسب ہے۔

یہ ہمنے ان لوگون کی کل تقریر مغالطہ آمیز کو تسلیم کر کے اسکا جواب دیا ہے۔ اور اگر ہم اس تقریر کے بعض اجزا کو تسلیم نہ کرین تو بہی گنجائش ہے مثلاً انکا عرض تسعین مین وجود مکلفین روزہ دارون کا تجویز کرنا۔ یہ لایق تسلیم نہین عرض تسعین مین نہایت درجہ حر و قر کے سبب زیست انسان بلکہ کسی حیوان کی عادةً کب ممکن ہے۔ پہر وہان فرض مسئلہ روزہ کیا معنی رکہتا ہے۔ اسمین کسیکو کچہہ عذر ہو تو بتادے کہ عرض تسعین مین کونسی آبادی ہے اور کون سے جغرافیہ دان اوسکے قائل ہین۔

عرض ستین شمالی مین بیشک آبادی ہے بلکہ عرض ست وستین مین عہد بطلیموس سے آبادی چلی آتی ہے - ایسا ہی عرض ثمان وستین مین جہان روس کا ایک قلعہ ہے جسکا قولہ نام ہے اور وہان سال مین باسٹھہ روز آفتاب کا غروب اور انتالیس روز طلوع نہین ہوتا اور بعض اوقات عساکر اسلام کا بھی اسمین گزر ہوا ہے کماذکرہ الفاضل ھارون بی ناظور فی الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق مگر ان لوگونکے حقمین روزہ کا حکم موافق طبیعت انسانیکے قرآن نے بیان کردیا جو اوپر مذکور ہوا +

اہل نیچر نے ان لوگون کے حقمین روزہ کی دشواری دیکھکر سبھی لوگونکے لئے روزہ کے بدلے فدیہ تجویز کردیا مگر تعجب ہے کہ نماز کے لئے ابتک کوئی فدیہ یا کفارہ تجویز نہین کیا - روزہ تو سال مین ایک مہینہ ہوتا ہے نماز ہر روز پانچ دفعہ مناسب تہا کہ ساکنین عرض ستین کے خیال سے حکم نماز مین بھی ترمیم کرتے اور اونکے طفیل سے کلکتہ وغیرہ گرم شہرونکے رہنے والون کے لئے نمازون (خصوصاً نماز ظہر) کے بدلے کوئی آنہ پائی فدیہ کفارہ تجویز کردیتے تو اونکی اتباع جو قدیمی عادت کے سبب منفور نماز کے پابند ہین اس مصیبت سے رہائی پاتے جیسی مصیبت روزہ سے خلاصی پاتے ہین اور بسیار روز اس مسئلہ کے موجد کے لئے دعائین کرتے ہین شاید آیندہ اسی تجویز مین ہون اللھم احفظنا منہ -

حاصل کلام وخلاصہ مرام یہ کہ حکم فرضیت صیام علی الاطلاق دلائل قطعیہ کتاب و سنت وتعامل امت سے ثابت ہے اور چاہے جیسے آدمی کے لئے روزہ نرکہنے اور اوسکے بدلے فدیہ دینے کی اجازت ایک آیہ مشتبہ ومجمل و احتمالات کثیرہ کی متحمل سے نکالی جاتی ہے اور اوسکی تائید مین اپنے وہمی خیالات کو پیش کیا جاتا ہے - مومن متبع شریعت کو چاہیے کہ قطعیات و ضروریات دین کو اشتباہی امور سے نہ چھوڑے اور اہل نیچر کے وہمی مغالطات سے بچا رہے اور اپنے قدیمی متوارث اسلام وشعائر پر ثابت قدم رہے - وما علینا الا البلاغ المبین والحمد للہ رب العالمین

+ علمای اسلام نے ان لوگونکے حقمین اور ایسے ہی تعمیل حکم نماز و روزہ کے نصوص سے مستنبط کی ہین جنکی تفصیل کتب فقہ مین موجود ہے یہ رسالہ ان تفاصیل کے بیان کا متحمل نہین ہے - ۱۲

پنجاب یونی ورسٹی
اور اوسکی تعلیم و امتحانات کے دینی و دنیاوی فوائد
لائق توجہ گورنمنٹ و ملکیان ملک و مذاہب

[اس مضمون مین سوائے امور متعلقہ نقل کے کسی مضمون سابق کے (جو لوگون نے اسباب مین لکھے ہین) نقل و اعادہ نہین ہے اسلئے اسکا ملاحظہ ہر ایک کے لئے موجب حظ و فایدہ جدید ہوگا ضرور ملاحظہ ہو]

پنجاب یونی ورسٹی کی تعلیم و امتحان کے فوائد پر ایک مدت سے بذریعہ اخبارات و تحریرات و لکچرز و تقریرات بحث ہو رہی ہے - اسباب مین جو کچھہ کسیکے فکر مین آتا ہے وہ بذریعہ تحریر و تقریر ظاہر کرتا ہے اور اس اظہار مین بر طبق ع - فکر ہر کس بقدر ہمت اوست - اپنی ہمت و جُرأت کی وقعت دکھاتا ہے -

اسی سلسلہ و سیاق مین ہم بہی اپنے پلنگ فکر کو دوڑاتے ہین اور جو اس شکارگاہ آرائی سے اسکے شکار مین آوے ہدیہ ناظرین قدر شناس کرتے ہین اسپر ہمکو دو امر باعث ہوئے ہین - ایک یہہ کہ سررشتہ پنجاب یونی ورسٹی کالج سے ہمارے نام بشمول عام اڈیٹران اخبارات رپورٹ سالانہ ۸۲-۱۸۸۱ء پہنچی ہے جسپر ریویو لکھنا بحیثیت اڈیٹری ہمارا فرض ہے دوسرا یہہ کہ جلسہ تقسیم انعام منعقدہ ۲۶- اپریل ۱۸۸۳ء مین ہمکو شامل ہونے کا اتفاق ہوا - اور اس جلسہ عالیشان مین ہمنے اسلامی علوم عربیہ کا ایسا اعزاز و اکرام مشاہدہ کیا جسکی نظر سے وہ دربار لفٹنٹ گورنری گویا ایک خلیفہ عباسی کا دربار دکہائی دیتا تہا اسلئے ہمارے دل نے بے اختیار ہوکر اس ذکر خیر سے اظہار حق و بانیان و حامیان اس بیت العلوم کا شکر نعمت ادا کرنا چاہا اور اپنے ہادی اور رہبر پیغمبر اسلام (علیہ الوف التحیات والسلام) کے ارشاد واجب الانقیاد من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنے جو محسن لوگون کا شکر گذار نہوگا وہ خدا ہی تعالے کا بہی شکر نکریگا کے امتثال کا ارادہ کیا -

اس بیت العلوم کی کارروائی (تعلیمات و امتحانات) جو آجکل ہو رہی ہے اور جو آئندہ کو

تجویز ہوئی ہے اس ملک ہند کے ساکنان ہنود و مسلمانان کے دین و دنیاوی سود و بہبود پر مشتمل ہے چونکہ ہمارے رسالہ کا اصل اصول دینی امور سے بحث ہے اسلئیے ہم اسکے دینی فائدہ کے بیان کو مقدم کرتے ہین۔

دینی فائدہ اس بیت العلوم سے یہہ ہے کہ اسمین اولاً علوم عربیہ ادبیہ کی تعلیم ہو رہی ہے جو اہل اسلام کے دینی علوم (خصوصاً قرآن و حدیث) کے لئیے عمدہ وسیلہ اور موقوف علیہ ہے۔ دینی علوم (قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ) کوئی شخص اصل کی زبان مین حاصل نہین کرسکتا جب تک کہ اسکے وسائل و مبادی علم صرف و نحو و معانی و بیان و ادب وغیرہ کو (جو اس بیت العلوم مین پڑہائے جاتے ہین) حاصل نہین کرلیتا۔

اور ثانیاً اسمین بعضے ایسے علوم (فقہ و فرائض) کی تعلیم ہوتی ہے جو علوم مقاصد دینی سے ہین۔ علی الخصوص ان کتب فقہ کی تعلیم جنکے پڑہنے سے عہدہ قضاء (جو دینی مناصب سے ایک عالی منصب ہے) ملنا متوقع ہے پس اس بیت العلوم کو بنظر تعلیم اون علوم مبادی و مقاصد دین کے عموماً مدارس اسلامیہ زمانہ سابق و حال کے نظیر کہا جا سکتا ہے اور بنظر اعزاز علم و اکرام و انعام طلباء کے اُن مدارس خلفاء عباسیہ وغیرہ کے (جو مصر و بغداد و دمشق و اسپین مین ہو گذرے ہین) نظیر کہنا بیجا نہین ہے۔ جسوقت دربار تقسیم انعام مین نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو اپنے ہاتہہ سے علماء و فضلاء اسلام کو تمغے اور سندین اور انعام دیتے ہوئے ہم دیکہتے۔ اسوقت ہمکو خلیفہ مامون وغیرہ کا زمانہ اعزاز علم و علماء یاد آتا اور اسلام کا وہ کرو فر ہمارے دلمین جوش مارتا۔

ایسا ہی فائدہ تعلیم مذہبی اس بیت العلوم سے ہنود کے لئیے حاصل ہے جسکی تفصیل اس رسالہ کفیل امور مذہب اسلام میں اجنبی ہے۔

دنیوی فائدہ اس بیت العلوم سے مختلف اقوام و اشخاص دیار ہند کو یہہ ہے کہ اوسنے مختلف اقسام علوم معاش مختلف زبانوںین مختلف طبایع و خیالات و لیاقت کے لوگون کے

28

مناسب حال کی تعلیم واشاعت کی بنا قایم کردی ہے۔

مشرقی زبانون (عربی فارسی اردو پنجابی سنسکرت وغیرہ) مین علوم وفنون کی تعلیم ہی کا بوجھہ اپنے ذمہ لے لیا ہے اور اپنے ماتحت اورینٹل کالج مقرر کیا ہے جسمین علوم دینی و دنیاوی کارآمدنی معاش بہ تفصیل ذیل پڑہائے جاتے ہین۔

(۱) علوم ریاضی طبعی۔فلسفہ۔تاریخ۔وغیرہ جو اسوقت دنیاوی کمال کے اصل اصول سمجھے جاتے ہین اور سرکاری مدارس ان ہی علوم کی اشاعت کے لئے مقرر ہین۔

(۲) علم زباندانی وانشا پردازی عربی وفارسی واردو وسنسکرت وغیرہ جس سے سرکاری اور دیسی ملازمت مدرسی وغیرہ تعلقات معیشت حاصل ہو سکتے ہین۔

(۳) علم کارگذاری سرکاری متعلق صیغہائے مال ودیوانی وفوجداری۔جس سے فارسی دفتر ون مین سرکاری نوکری کے لئے لیاقت وسند حاصل ہوتی ہے۔

(۴) علم حساب مڈل کورس۔جس سے مولوی ومنشی کا امتحان دیکر مڈل کے امتحان سے برات حاصل ہوسکتی ہے جو کئی معزز عہدونکے حصول کے لئے شرط ہو سکتی ہے۔

(۵) علم طب یونانی وڈاکٹری اور ویدک جسمین حسب دلخواہ معاش کا پیدا ہونا ممکن ہے خواہ کوئی سرکاری ملازمت کرے خواہ اپنے مکان مین مطب یا ہاسپٹل یا ڈسپنسری کھول بیٹھے۔

(۶) علم انجنیری متعلق عمارات نقشہ نویسی پیمایش وغیرہ جس سے عام طور پر توہر جگہہ نوکری مل سکتی ہے اور خاص طور پر روڑکی کالج کی مانند استحقاق حصول ملازمت سرکاری عنقریب متوقع ہے۔

(۷) علم قضا وپرادوی داک٭ جیسے مفاد دینی سے علاوہ فائدہ معیشت حصول ملازمت بھی متوقع ہے۔

(۸) علم قانون عدالت جس سے مختارکاری ووکالت وپلیڈری مل رہی ہے۔اور اس علم کی تعلیم مین مشرقی زبانون کے ساتھہ انگریزی زبان مین شامل ہے۔

اور مغربی زبان (انگریزی) مین آرٹس یعنے علوم وفنون مین امتحان لینے کا ذمہ

٭پرادوی داک ہنود کے لئے ایک درجہ امتحان کا نام ہے جیسے مسلمانون کے لئے قضا ہے۔

لیا ہے چنانچہ ہر ایک یونیورسٹی کا یہی منصب و فرض ہے اور اس سے زیادہ کسی یونیورسٹی سے ان علوم کو مدد نہین پہونچتی۔

درجات و مراتب آرٹس جسمین یونیورسٹی امتحان لیتی ہے

(۱) آنرز ان آرٹس۔ یعنے اعلی درجہ علوم و فنون کا جسکو اور یونیورسٹیون مین ایم اے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۲) ہائی پرفیشنسی ان آرٹس۔ یعنے درجہ اوسط علوم و فنون جسکو بی اے کہا جاتا ہے۔

(۳) پروفیشنسی ان آرٹس۔ یعنے درجہ ابتدائی علوم و فنون جسکو فرسٹ آرٹس کہا جاتا ہے

(۴) انٹرنس یعنے امتحان داخلہ جو اور یونیورسٹیو مین بہی اسی نام سے مشہور ہے۔

یہہ وہ مراتب امتحان معمولہ پنجاب یونیورسٹی ہین کہ کلکتہ یونی ورسٹی (جو اسوقت مشارالیہ اور مستند اور ترقی خواہ ملک سمجھی جاتی ہے) مین بہی اس سے زیادہ مراتب امتحان عام مقرر نہین ہین۔ ان ہی مراتب چہارگانہ مین اوسکی عام کارروائی اشاعت و معاونت علوم وفنون مخصوص [illegible] پنجاب یونیورسٹی کی ہی ترجیح ثابت ہوتی ہے ایک یہہ فرق ہے کہ کلکتہ یونیورسٹی مین انگریزی زبان مین امتحان دینا شرط کیا گیا ہے اور اگر کوئی ایسا شخص (جو اضطراری و ناچاری اسباب سے انگریزی نہین پڑہ سکا اور ان علوم و فنون کو مشرقی زبانون مین ایک حصہ عمر کا خرچ کر کے کامل طور پر حاصل کر چکا ہو اور اس تحصیل و تکمیل سے اپنے ملک مین ان علوم و فنون کو رواج دینا اسکو مدنظر ہو) کلکتہ یونیورسٹی مین امتحان دینا چاہے تو اوسکو رد کیا جاتا ہے اور اوسکے حق محنت و مشقت و قصد اشاعت عام کو خیال نہین کیا جاتا اور پنجاب یونیورسٹی مین جو کوئی آوے اور جس زبان مین (انگریزی ہو خواہ فارسی ہو خواہ ہندی) امتحان دینا چاہے اوسکو قبول کر لیا جاتا ہے۔ اور ان علوم و فنون کو ہر زبان اور ہر ایک ملک مین عشیرہ عام کرنا پسند کیا گیا ہے۔

+ اور جو امتحان آنرز سے اوپر وہان پریم چند رائے چند کے نام سے ہوتا ہے وہ عام لوگون کے لئے نہین ہے مع ذلک اسکے مقابلہ مین ایک امتحان آنرز کے اوپر اس یونیورسٹی مین بہی تجویز ہونیوالا ہے۔

۲۹

اور اہل عقل و انصاف پر بخوبی روشن ہے کہ اس امر فارق مین پنجاب یونیورسٹی کو ہی ترجیح ہے - اسکی تائید شہادت مین بعض فقرات سپیچ نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب جو دربار تقسیم انعام مین انہون نے دی تہی نقل کرنا کافی سمجھتا ہون آپ فرماتے ہین ہین خیال کرتا ہون کہ اسمین شک نہین ہو سکتا کہ جس آدمی نے دیسی زبان کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے وہ زیادہ لایق ہے کہ اپنے ہم صحبتون کو تعلیم دے سکے بہ نسبت اوس آدمی کے جسنے انگریزی کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے - باوجود اس بات کے کہ وہ اردو دان اتنا لایق و فایق نہین جتنا کہ انگریزی خوان فی نفسہ انگریزی دانی مین زیادہ علم رکہتا ہے مگر اسکا علم اسکے اپنے ہی دلمین محدود ہے یا اگر دوسرونکو کچہہ فائدہ پہونچا سکتا ہے تو صرف اونکو جو اُسکی طرح انگریزی سمجہہ سکتے ہین - برعکس اسکے اُردو دان اپنے ہم جنسون کو بخوبی تعلیم دے سکتا ہے - اور غالباً اس کے خیالات زیادہ صاف اور زیادہ نفیس ہوتے ہین بہ نسبت اُس شخص کے جسنے اجنبی زبان کے ذریعہ سے سیکہا ہو اس امر کا ثبوت تاریخ انشا پردازی اور خیالات مروجہ یورپ سے ہو سکتا ہے"

ان فقرات کی [illegible] کا سابق قول جو اُنہون نے عرضی انڈین ایسوسی ایشن ممالک مغربی و شمالی مین کہا ہے پیش کرنا بہی نامناسب و خالی از فائدہ نہین ہے - آپ فرماتے ہین - فرض کرو کہ کلکتہ یا کسی دیگر انگریزی یونیورسٹی سے کوئی صاحب ایم اے یا ایل ایل ڈی کے خطاب کی کلاہ رکہکر اپنے گہر واپس آئے - جب یہہ احباب اور ارباب سے گفتگو کرینگے تو ممکن نہین کہ ان لوگون کو اپنی تحصیل کی بابت کچہہ خیال دلا سکین صرف انگریزی اصطلاحی الفاظ اور جملے اونکے دل ہی مین رہینگے - اور مشق و ربط نہونیکے باعث صاحب موصوف دیسی زبان سے اسکا مطلب نہ بیان کر سکینگے انکے علم سے احباب اور آشنا ؤنکو کچہہ فائدہ نہین کیونکہ یہہ تو انکی لیاقت کو بالکل سمجہہ ہی نہین سکتے - اگر انکو دیسی زبان کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہوتا اور وہ فوراً اپنے تحصیل کردہ علم اور تجربہ کو سمجہا سکتے تو اونکی تعلیم کا دوسرون پہ

کسقدر زیادہ اثر ہوتا - جاہلانہ تنفر کی عوض خیالات ہمسری پیدا ہوتے - اعلی درجہ کی تعلیم
کی دو بدو شہادت لوگون کے دل کو اونکی تقلید کرنیکے لئے متحرک کرتے - اور زمانہ حال کے
علوم و فنون کا اشتیاق عام لوگون کے دلمین پیدا ہوتا - دلائل مسبوق الذکر کو پیش کرکے
گورنمنٹ ہند سے ہماری دلی و عاجزانہ یہہ التجا ہے کہ وہ اعلے ترین درجہ کی پبلک تعلیم کو
اسطور قرار دے کہ جسمین فنون و علوم طبعی اور زبان دانی کی اور شاخین دیسی زبان کی
وساطت سے سکہائی جاوین - اور دیسی زبان مین سالانہ امتحان ان ہی مضامین کا منعقد
ہوا کرے کہ جنمین طلبا فی الحال انگریزی زبان کے ذریعہ سے کلکتہ مین امتحان دیتے ہین
اور جس طور سے اب انگریزی طلباء کو علم کی مختلف مضامین مین لیاقت پیدا کرنے سے درجہ
عطا کئے جاتے ہین - اسی طور سے جو طلباء ان ہی مضامین کو دیسی زبان مین سیکہہ کر
امتحان مین کامیاب ہون انہین بہی درجے عطا کئے جاوین - آخری التجا یہہ ہے کہ یا تو کلکتہ
یونیورسٹی کے ساتہہ ایک ورنیکولر ڈیپارٹمنٹ لگائی جاوے یا ممالک مغربی و شمالی
کے لئے ایک علیحدہ یونیورسٹی [illegible] العلوم بنایا جاوے -
اس قول کو مقلدین سید احمد خانصاحب جو کلکتہ یونیورسٹی کو پنجاب یونیورسٹی پر ترجیح دیتے
ہین انصاف سے پڑہین اور اس خیال بیجا اور حمیت ناروا سے باز آئین - جو کچہہ خانصاحب نے
اوس عرضی مین عاجزانہ التجا سے چاہا تہا وہ اس یونیورسٹی مین موجود ہے اور کلکتہ یونیورسٹی
مین مفقود ہے - پہر پنجاب یونیورسٹی کو کلکتہ یونیورسٹی پر مشرقی زبانونمین ترویج علوم و فنون کی نظر
ترجیح کیون تسلیم نہین کیجاتی -

اور جو اس وجہ ترجیح پنجاب یونیورسٹی کے مقابلہ مین اوسکی وجہ مضرت بیان کیجاتی ہے اسمین
بحث ہے اگر بحث و نظر کیجاویگی وہ وجہ مضرت لائق تسلیم ہوئی تو مسلم ہوگی ورنہ رد کیجاوے گی -
بالفعل اسوجہ ترجیح کو تو مان لین اور انصاف سے درگذر نکرین - دوسرا فرق یہہ ہے کہ
کلکتہ یونیورسٹی کا امتحان آرٹس آسان و سہل ہے اور پنجاب یونیورسٹی کا امتحان سخت و مشکل

چنانچہ رپورٹ سملہ ٹکسٹ بک کمیٹی جو اسی امر کی تحقیق کے لئے گورنمنٹ کے حکم سے منعقد ہوئی تہی اسپر گواہ ہے - اسمین بہی پنجاب یونیورسٹی ہی کی ترجیح پائی جاتی ہے - جسقدر سوالات امتحان مین تشدّد و سختی ہوگی اوسیقدر اون سوالات کے حل کرنیوالے طلباء کو زیادہ علمیت حاصل کرنی پڑیگی - یہہ **فوائد دینی و دنیوی** اس بیت العلوم کے ایسے ہین جنہین کسی اہل عقل و انصاف کو بحث و انکار کی گنجائش نہین ہے - ان **فوائد** کے مقابلہ مین بعض لوگ جو اس بیت العلوم کے اسوقت مخالف ہو رہے ہین اس بیت العلوم مین ایک یہہ ضرر بتاتے ہین کہ پنجاب یونیورسٹی کے امتحانون مین انگریزی زبان کا جاننا اور اس زبان مین آرٹس کا امتحان دینا مشروط و لازمی نہین ٹہرایا گیا اور اسمین انگریزی زبان اور اُن علوم کا جو بجز انگریزی کے اور زبانون مین ابتک پائی نہین گئی اس ملک سی اوٹہہ جانے اور اس ملک کے باشندون کا ان عہدون اور عالی منصبون سے (جو انگریزی علوم کے جاننے پر موقوف ہے) محروم رہنے کا اندیشہ ہے جب طلباء بدون تعلیم اون علوم انگریزی کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحانون مین کامیاب ہوکر اسناد اور [illegible] پا [illegible] تو وہ انگریزی زبان کیون سیکہینگے اور انگریزی زبان مین علوم و فنون کے امتحان کا کس لئے قصد کرینگے پہر وہ ان عہدون اور عالی منصبون کو کس طرح پاوینگے - اس نظر سے یہہ یونیورسٹی اس ملک کی ترقی و کمال دنیاوی کی ضرر رسان و حارج ہے نہ سراسر مفید -

اسکے **جواب** مین جو کچہہ حامیان یونیورسٹی پنجاب ابتک کہہ چکے ہین اور جو اسمین اونکے مخالفین چون و چرا کر رہے ہین ناظرین اخبارات کو معلوم ہے ہم اوسکا اعادہ نہین کرتے بلکہ جو **قول فیصل** اسبات مین ہمارے خیال مین آیا ہے اُسکو بیان کرتے ہین ناظرین توجہ سے سنین اور اوسپر انصاف سے داد دین -

مگر وہ ایک تمہید پر موقوف ہے جو قبل تقریر اس قول فیصل کے واجب العرض ہے وہ تمہید یہہ ہے کہ جو ترقی و لیاقت و استحقاق ملازمت کلکتہ یونیورسٹی یا کمبرج یونیورسٹی وغیرہ سے

ملک کو حاصل ہے اسمین یہہ غور و تعمق بکار ہے کہ آیا وہ ترقی و لیاقت اون یونیورن کی جبر و اکراہ سے ہے یا لوگون کے فعل و اختیار سے او سکے جواب مین ہر ایک عاقل یہی بات کے کہنے کی امید ہے کہ یہہ اون یونیورسٹیون کے جبر و اکراہ سے نہین ہے بلکہ وہ لوگونکی عقل تمیز و قدر شناسی و استطاعت کا نتیجہ ہے۔

جبر و اکراہ کی یہہ صورت ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ایسا قانون مجبر نافذ و معمول بہ ہوتا جسکی رو سے ملک کے ہونہار لوگون کو پکڑ پکڑ کر یونیورسیٹیون مین اونکا امتحان لیا جاتا اور انکو باندہ باندہکر ان عالی منصبونپر مامور کیا جاتا۔ جیسا کہ بعض اولڈ فیشن ریاستون مین قانون نافذ و معمول ہے۔ کہ جس گہر مین دس آدمی موجود ہون اوس گہر سے جبراً ایک آدمی فوج مین بہرتی کرنیکے لئیے پکڑ لیا جاتا ہے۔ سو ظاہر ہے کہ کسی یونیورسٹی کے امتحانون مین یہہ صورت جبر و اکراہ متحقق نہین ہر ایک یونیورسٹی طالب ترقی و کمال کو فعل مختاری و اختیاری طور پر امتحان دینے کی رغبت اور اوسپر عالی منصب ملنے کی امید دلاتی ہے۔ پس جس شخص کو عقل و تمیز اور اون علوم و مناصب کی قدر و طلب ہوتی ہے مع ذالک اونکے حاصل کرنیکی جانی و مالی و خیالی طاقت ہوتی ہے وہ ان علوم کو حاصل کر کے اون یونیورسٹیونکے فیض سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ اسمین جبر و اکراہ کا دخل نہین ہے

جب یہہ تمہید ہو چکی تو اب اس **قول فیصل** کی تقریر کیجاتی ہے وہ یہہ ہے کہ مشرقی زبانون (اُردو فارسی وغیرہ) مین امتحانات آرٹس یونیورسٹی بحصر عقلی **دو شق** و حال سے خالی نہین۔ **کیا** تو وہ امتحان حصول اس لیاقت و استحقاق مدارج کے لئی (جو انگریزی مین امتحان دینے سے متوقع ہین) کافی ہین یا آیندہ کبھی ہونگے اور کیا وہ کافی نہین ہین اور نہ آیندہ ہونگی۔ پس **اگر شق اول** صحیح ہے (جیسا کہ حامیان یونیورسٹی کا خیال ہے) تو جہگڑا ہی طے ہے۔ جب مشرقی زبانون نے انگریزی کا کام دیدیا تو انگریزی کا لازمی نہ ہونا کس امر کا حارج ہوا؟ اور **اگر شق ثانی** صحیح ہے (جیسا کہ مخالفین پنجاب یونیورسٹی کا ادعا ہے) اور مشرقی زبانون مین امتحان

31

دیگر آنرزان آرٹس اور ہائی پروفیشنسی وغیرہ خطاب حاصل کرنا کو تہ خوار بتلا یا گشتائین بجائے
سے زیادہ اثر و نتیجہ نہین دیتا تو جن لوگون کو عقل و تمیز و قدر شناسی و استطاعت حاصل ہے اونہیشہ
سے اس لیاقت و ترقی کا لوگون کے لئے باعث ہے اونکو وہ عقل و تمیز خود بخود انگریزی مین آرٹس
کے حاصل کرنے اور اسی پنجاب یونیورسٹی مین انگریزی مین امتحان دینے پر باعث ہو گی ۔
پنجاب یونیورسٹی نہ انگریزی کو مسدود و موقوف کرنا چاہتی ہے نہ لوگون کی اس عقل و تمیز و
قدر شناسی و استطاعت کو چھیننے لگی ہے ۔ بلکہ انگریزی کی پڑہائی کو وہ پہلے سے زیادہ رونق
بخش† رہی ہے چنانچہ اسکی کارگذاری موجودہ (جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے) اسپر گواہ ہے اور ہنرو
قدر شناسی لوگونکی انگریزی کی نسبت خود بخود یوماً فیوماً ترقی پر ہے ۔ ایک وہ زمانہ تہا کہ لوگ
سرکاری مدارس مین (جنمین کسی مذہب کے برخلاف تعلیم نہین) وظیفہ اور کئی وجہ سے
مدد لیکر بہی داخل ہوتے تہے اب وہ زمانہ ہی کہ ہندو مسلمان مشن سکولون مین (جہان ہندو و مسلمانون

---

† نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے اسی اسپیچ در باب تقسیم انعام مین کہا تہا کہ اجتماع کثیر امیدواران جو زبان انگریزی مین
امتحان [illegible] زبان انگریزی سے
ہمارا طریق اس زبان کی پڑہائی کو از حد ترقی بخشتا ہی مگر پہلو بہ پہلو زبان انگریزی کے ہم نیز مشرقی زبانون کی پڑہائی کو
بڑہاتے ہین اور حتی الوسع دیسی انشا پردازی کو رونق بخشتے ہین اور ان طالب علمون کیواسطے جو بباعث
نہ جاننے انگریزی کے اپنی اعلی درجہ کی پڑہائی اس زبان مین نہین کر سکتے دیسی زبان مین کتب
تیار کرتے ہین ،، (اڈیٹر لکھتا ہے) یہہ دیسی زبان کی تعلیم اس انگریزی زبان کے لئے
کسی وجہ سے مضر نہین ہے چنانچہ مخالفین یونیورسٹی آنرایبل سید احمد خان صاحب نے اس بات کو
مان لیا ہوا ہے اور اسی غرض انڈین ایسوسی ایشن مین کہا ہے " یہہ سمجہنا کہ دیسی زبان کی وساطت
سے اعلی درجہ کی تعلیم دینا انگریزی زبان کی ترقی کو مضر ہے محض لاطایل ہے ۔ اس طرح کہ اگر کوئی
کہے کہ سٹرک اور نہر ہر دو کی تعمیر ضروریات سے ہی ہی ہوتا ہم ضرر رسانی سے مبرا نہین
یعنی ایک دوسرے کی ترقی کو مانع ہو گی بالکل غلط ہی کیونکہ یہہ دونون علیحدہ علیحدہ کام ہین ایک کا دوسرے سے
کچہہ تعلق نہین ہی ٭ ایسی ہی دلایل سے ظاہر ہے کہ انگریزی زبان کی تعلیم ادرشی ہے اور دیسی زبان کے
ذریعہ سے عام تہذیب ادرشی ہے ۔ ایک کا دوسرے کو ضرر پہنچانا تو در کنار بلکہ ہر دو کی رجوعیت اصلاح اور نیک نیتی
کی طرف ہی ۔ سچ تو یہہ ہی کہ یہہ دو مختلف وسایل ہین جنسے یکسان نتیجہ نکلتے ہین "۔

کے برخلاف بائبل کی تعلیم ہوتی ہی اور انکو عیسائی طور پر نماز و دعا پڑھائی جاتی ہی (فیس دیکر داخل ہوتے ہین اس سے بڑھکر قدردانی انگریزی کا اور کون وقت آئیگا - اور جب اسباب و وسائل ترقی انگریزی کا یہہ حال ہی تو پھر کیون کہا جاتا ہی کہ پنجاب یونیورسٹی مین انگریزی کے لازمی نہونیسے ان علوم کے اس ملک سے اُٹھہ جانے اور باشندگان اس ملک کے اُن مدارج سے محروم رہنے کا خوف ہی اور پنجاب یونیورسٹی اس ملک کی ترقی و کمال کی حارج و بدخواہ ہے +

یہہ بات ہمنے اپنے ایک عزیز دوست کو جو پنجاب یونیورسٹی کے مخالفون سے ہے زبانی کہی تو اُنہون نے اسکے جواب مین یہہ فرمایا کہ بالفعل سرکاری مدارس مین مڈل کے امتحانون مین عربی و سنسکرت اختیاری (نہ لازمی) طور پر داخل ہی تو اُسکے لازمی نہ ہونیکا یہہ نتیجہ ہی کہ اکثر لڑکے عربی و سنسکرت نہین پڑھتے اور ہمین اپنی مطلوب امتحانونکا نقصان نہ جانکر اسکی کچھہ پرواہ نہین کرتے - انگریزی بھی ایسی اختیاری غیر لازمی ہو جائیگی تو عربی و سنسکرت کیطرح اسکی بھی ایسی حالت ہوگی اسکے جواب مین ہمنے کہا کہ اس صورت مین لوگون کا انگریزی کیطرف کم توجہ کرنا انکی بے تمیزی و پست ہمتی کا نتیجہ ہوگا نہ پنجاب یونیورسٹی کی سند امتحان کا اور ایسی بے تمیز و پست ہمت لوگون کے لئے انگریزی کا لازمی ہونا کچھہ بھی نفع نہین رکھتا - ایسی لوگ کالجون اور سکولونمین آتے ہی کیون لگے اور اگر آئے بھی تو اُسکے پڑھنے اور امتحان دینے مین مشقت کیون اُٹھانے لگے - انگریزی کا لازمی ہونا انپر ایسا جبر تو نہین کرتا جس سے انکو خواہ مخواہ علم و لیاقت حاصل ہو - یہہ لازمی ہونا بھی (اُنکی تحصیل و مشقت مین فعل مختاری کے سبب) اختیاری ہونیکے معنی مین ہے اور آخر مدار کار لوگون کی عقل و تمیز و طلب و استطاعت ہی پر ہے - اِسکے جواب مین اُنہون نے کہا کہ لڑکون کو عقل و تمیز کہان ہوتی ہے اسکا جواب دیا گیا کہ جس لڑکے مین تمیز نہین ہوتی ہی اسکے ولی (باپ بھائی وغیرہ) مین ہوتی ہی تب ہی اسکو تعلیم کیطرف راہ ملتی ہی اور جنکی آس پاس بھی عقل نہین ہوتی اُنکو گورنمنٹ کب گھر سے پکڑ کر مدرسہ مین داخل کر لیتی ہے - ایسا بے عقل و بے تمیز تو کوئی دیکھا یا سُنا نہین گیا جسکو گورنمنٹ نے جبر و اکراہ سے انگریزی مین کامیاب کر دیا ہو -

32

اِس سے علاوہ عربی و سنسکرت اور انگریزی مین غایت درجہ کا فرق ہی جسکی نظر انگریزی کی غیر لازمی ہونیکا قیاس عربی و سنسکرت کے غیر لازمی ہونے پر یہی قیاس مع الفارق ہی عربی مسلمانون کے لئے اور سنسکرت ہندؤن کے لئے اگرچہ دین و مذہب مین کار آمدنی ہے مگر دُنیا مین اِس قدر کارآمدنی نہین ہی جسقدر کہ انگریزی کارآمدنی ہی اور چونکہ اکثر لوگ اِسوقت دنیا کے طالب ہین اِسلئے انسے انگریزی کا باوجود غیر لازمی ہونیکے اِس قدر پڑہنا متوقع ہی کہ عربی و سنسکرت کا پڑہنا اِس سے سو درجہ اُتر کر بھی متوقع نہین ہی۔ یہی وجہ ہی کہ مڈل کے امتحانون مین عربی و سنسکرت باوجود مذہبی مفاد کے نہین پڑہتے اور بجای اسکے انگریزی پڑہنے کو فرض جانتے ہین۔

انکی انگریزی مین یہ سرگرمی اور عربی و سنسکرت مین یہ بے پروا ہی عین دلیل اِس امر کی ہی کہ اُن کو انگریزی اپنے دین و ایمان و مذہبی فرائض سے بھی پیاری ہی اور یہ انکا جوش و پیار انگریزی کے لازمی ہونیکی ضرورت کو اُٹھا رہا ہی اور صاف بتا رہا ہی کہ انگریزی اِنکی رگ و پے مین ایسی سما گئی ہی اور دلون مین ایسی سمائی گئی ہی کہ اب وہ کسی جبر اکراہ سے بھی نہین نکلتی۔ پس اگر بجائے لازمی نہونے انگریزی کے انگریزی زبان کو پنجاب یونیورسٹی کی امتحان سے بالکُل خارج ہی کر دیا جائے اور اُسمین امتحان لینے کی صاف ممانعت ہو جائی تب بھی اِس مُلک سے انگریزی کے اُٹھ جانیکا خوف نہین ہی جبتک کہ مدارس مین انگریزی کی تعلیم باقی رہی اور کسی نہ کسی جگہہ اسکے امتحان ہوا کرین۔ اور جسحالت مین پنجاب یونیورسٹی خود انگریزی کی اشاعت مین سرگرم ہے اور جو چاہی اسکا امتحان انگریزی مین لینے کو بڑی خوشی سے مستعد تو پہر کیونکر تسلیم کیا جائے کہ انگریزی کا لازمی نہ ہونا انگریزی کو اِس ملک سے اُٹھاتا ہی اور پنجاب یونیورسٹی اس امر کی مجوز ملک کی بدخواہ ہے +

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری مہتمم اشاعۃ السُنہ

مطبع ریاض ہند پریس امرتسر مین چھپا